بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

تین طلاق ایک نشست میں

میر مراد علی خان

اللہ سبحانہ وتعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ: **الطلاق مرتان فامسک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تا خذوا مما اٰتیتمو ھن شیئا الآ ان یخافآ الا یقیما حدود اللہ ط فان خفتم الا یقیما حدود اللہ لا فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ ط تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ج ومن یتعد حدود اللہ فاولٰئک ھم الظالمون۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۹۔**

طلاق دو مرتبہ ہے اور مناسب طریقے سے اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا نیکی کے ساتھ اُسے چھوڑ دے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ اُنہیں جو چیز دی ہے وہ اُن سے واپس لو۔مگر یہ کہ دونوں اس سے ڈریں کہ حدود الٰہی کی پاسداری نہیں کر سکیں گے اگر اُنہیں خوف ہے کہ وہ حدود الٰہی کا لحاظ نہ کر سکیں گے تو پھر اُن کے لئے کوئی حرج نہیں کہ عورت فدیہ اور عوض دے دے (اور طلاق لے لے) یہ حدود اور خدائی سرحدیں ہیں۔اُن سے تجاوز نہ کرو اور جو شخص اُن سے تجاوز کرے وہ ظالم ہے۔(سور بقرہ آیت ۲۲۹)

زیر بحث آیت میں ارشاد ہے کہ دو مرتبہ طلاق اور دو مرتبہ رجوع صحیح ہے لیکن اگر تیسری مرتبہ طلاق انجام پذیر ہوئی تو پھر رجوع کا حق نہیں ہے۔اور آخری طلاق یہی تیسری طلاق ہے۔البتہ'' الطلاق مرتان '' سے مراد ہے وہ طلاق جس میں رجوع ممکن ہے اور جس کے بارے میں '' امساک بمعروف '' صادق آتا ہے جو دو سے زیادہ نہیں اور تیسری طلاق میں رجوع نہیں ہے جیسا کے آیت کریمہ گواہی دیتی ہے۔

'' امساک '' کے معنی ہیں روکے رکھنا اور '' تسریح '' کے معنی ہے رخصت کر دینا۔جب کشمکش، پھر طلاق پھر صلح پھر رجوع دو مرتبہ گزرے تو پھر مرد کو چاہئے معاملے کو ایک طرف کر دے۔

شیعہ مکتب میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے لیکن اہل سنت کے درمیان اس سلسلے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ مفتی عزیز الرحمٰن روزنامہ'' انقلاب''، ممبئی ہندوستان نے ایک سوال کے جواب میں یہ دلیل پیش کی: '' آیت کریمہ میں اصل لفظ مرّتان ہے قرآن کریم میں ایک دوسرے موقع پر بھی یہ لفظ استعمال ہوا جہاں یکے بعد دیگرے کا بھی کوئی تصور نہیں چہ جائیکہ الگ الگ مجلسوں اور مہینوں کا۔چنانچہ سورۂ احزاب میں ارشادِ ربانی ہے نؤتھا اجرھا مرتین مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد جونا گڑھی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں : '' اور تم میں

سے کوئی اللہ اوراس کے رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کریگی اور نیک کام کریگی ہم اُسے اجر بھی دُہرا دیں گے''۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اجر الگ الگ مہینوں میں دیا جائیگا نیز علامہ ابن جریر نے مرتان کی تفسیر سے یہ واضح کردیا ہے کہ مجلس یا طہر کے الگ الگ ہونے کا اس لفظ کے ساتھ کوئی تصور نہیں۔بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وضو کیا مرةً مرةً مرّتین مرّتین اور ثلاثا ثلاثا ظاہر ہے اعضاً وضو کا دھونا دو دو مرتبہ ہو یا تین تین مرتبہ ایک ہی مجلس میں تھا ایسا حضور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو کو دو یا تین الگ الگ مجلسوں یا مہینوں میں دھویا تھا۔ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ تین کے بعد عورت ہمیشہ کیلئے حرام ہے یہ آیت یعنی آیت ۲۳۰ عربی کے حرف عطف فاء سے شروع ہوئی ہے قواعد عربی میں فاء صرف ترتیب کو بتلاتا ہے تاخیر کا اس میں کوئی مفہوم نہیں تاخیر کے مواقع میں ثُمَّ استعمال ہوتا ہے لہٰذا اگر یہ تیسری طلاق تیسرے مہینے یا طہر میں دی جانے والی طلاق ہوتی تو فاء کے بجائے ثُم کا استعمال کیا جاتا حرف فاء کا لایا جانا بتلا رہا ہے۔ختم بیان مفتی عزیز الرحمٰن ''انقلاب''۔

حسب بالا دلیل کا جواب صرف قرآن مجید ہی سے ممکن ہے اور وہ ہے سورہ بنی اسرآءیل (اسراء) کی آیت (۴) اور (۵)۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

وقضینآ الیٰ بنی اسرآءیل فی الکتٰب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ۞۴ فاذا جآء وعدا ولٰھما بعثنا علیکم عبادا لنآ اُولی باس شدید فجاسوا خلٰل الدیار ط وکان وعدا مفعولا ۞۵۔

تمام مفسرین نے یہ لکھا کہ اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں بتلا دیا تھا کہ زمین میں دو مرتبہ (**مرتین**) فساد برپا کروگے اور بڑی سرکشی کروگے۔ جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع آیا تو ہم تمہارے اوپر نہایت زور آور لوگ بھیجیں گے گھروں کی تلاشی لیں گے اور یہ وعدہ قطعی ہے۔مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ دونوں واقع کے درمیان برسوں کا فاصلہ ہے یعنی ایک بعد ایک بلا فصل نہیں ہوئے۔اور آیت ۵ بھی باوجود تاخیر کے لفظ ''فا'' سے ہی شروع ہو رہی ''ثم'' سے نہیں۔لہذا جو دلیل مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے قرآن سے دی وہ اس آیت قرآنی سے رد ہو جائے گی۔

یہاں دو نکات قابل توجہ ہیں:۔

۱۔جس طرح رجوع کرنے اور عورت کو روکے رکھنے میں ''معروف'' کی شرط ہے، یعنی رجوع اور روکے رکھنا صلح وصفائی اور خلوص ومحبت کی بنیاد پر ہو اُسی طرح جدائی بھی ''احسان'' کے ساتھ مقید ہے۔یعنی علیحدگی اور جدائی ہر طرح کے ناپسندیدہ امر سے پاک ہو۔مثلاً انتقام، غیض، غضب، اور کینہ سے مبرّا ہو۔

۲۔ **الطلاق مرتان۔** اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو یا تین طلاقیں ایک ہی نشست میں انجام نہیں پاسکتیں اور چاہئے کہ متعدد مواقع پر واقع ہوں۔خصوصاً جب تعداد طلاق کا مقصد یہ ہے کہ رجوع کا زیادہ موقع مل سکے اور شائد پہلی کشمکش کے بعد صلح وصفائی برقرار ہو جائے، اور اگر پہلی مرتبہ صلح وصفائی نہ ہو سکے تو شائد دوسری مرتبہ صلح اور محبت پیدا ہو جائے۔لیکن ایک ہی موقع پر متعدد طلاق، طلاق، طلاق سے یہ راستہ صلح وصفائی کا بند ہو جائے گا۔ اور میاں بیوی ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح تین طلاق عملی طور بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس کو احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:۔

کان الیٰ سنتین من عھد عمر طلاق الثلٰث واحدة فقال ان الناس قد استعجلوا فامضاہ علیھم۔ ثلثا ۔ آنحضرتؐ اور

حضرت ابوبکر اور خلافت حضرت عمر میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمر نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرنیکا) حکم جاری کیا۔صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثه ج۳ ص۱۸۳ ؛ مسند احمدابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۴؛ المغنی ج۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الکبیر ج۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ٦ ص ۱۴۵ ؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۹٦ ؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص۲۹۷ ؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛الدیباج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ٦ ص ۱۹۰ ؛المصنف ج٦ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الکبیر طبرانی ج۱۱ ص ۱۹ ؛ تفسیر قرطبی ج۳ ص ۱۳۰ ؛تفسیر در المنثور ج۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص۱٦۸ ؛ نیل الوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۴؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱ ؛المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵و ۱۲۲؛ حاشیه رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵٦ ؛المغنی ابن القدامه ج ۸ ص ۲۴۳ ؛لغات الحدیث علامه وحید الزمان حرف ”ط “۔ص ۳۸

الطلاق الثلاث: قال ابن عباس: كان الطلاق في عهد رسول الله ﷺ وأبى بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث، واحدة، فقال عمر: إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم،وروى عكرمة عن ابن عباس قال: طلق ركانة امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فحزن عليها حزنا شديدا فسأله النبي ﷺ كيف طلقتها ؟ فقال طلقتها ثلاثا: فقال في مجلس واحد؟ فقال :نعم۔ قال فإنما تلك واحدة فإن شئت فراجعها۔ محاضرات الادباء الامام الادیب الاراغب الاصفهانی متوفی۵۰۲ھ طبع شرکة دار الارقم بیروت جلد اول ص ۲۴٦۔

اسی روایت کو دوسرے طریقے سے یوں بیان کی گئی ہے:۔

حدثنا عبد الله حدثنی أبی سعد بن ابراهیم ثنا أبی عن محمد ابن اسحاق حدثنی داود بن الحصین عن عکرمة مولی ابن عباس عن ابن عباس **قال طلق ركانة بن عبد يزيد أخو بني مطلب امأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال فسأله رسول الله ﷺ كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فقال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها فكان ابن عباس يرى انما الطلاق عند كل طهر۔** مسند امام احمد ج۱ ص۲٦۵ ؛السنن الکبری البیهقی ج۷ ص ۳۳۹؛ فتح الباری ج۹ ص۲۹۷؛ مسند ابی یعلی

الموصلی ج۴ ص ۳۷۹ سلسه ۲۵۰۰؛ کنزالعمال ج۹ ص ۷۰۵ سلسله ۲۸۰۶۰؛ عون المعبود محمد شمس الحق العظیم آبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛ المصنف عبدالرزاق ج۷ ص ۱۲؛ الکفایة فی علم الروایة خطیب بغدادی ص ۱۸۱۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی ازالة الخفاء عن خلافة الخفاء طبع قدیمی کتاب خانہ کراچی جلدسوم ص ۴۱۶ تا ۴۱۹ میں تحریرفرماتے ہیں:۔

کے شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دوسال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔

کتاب ''المسند''، ص ۱۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ ؛صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴؛ سنن ابو داوٗدؒ باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۳۶۔

اسی کتاب ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۲۳۶ میں عمران بن سوادة اللیثی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے اقرار کیا کہ انہوں نے جو تبدیلیاں کئیں اُن میں تین طلاق بھی شامل ہے۔

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد اول صفحہ ۴۹۳ میں اسی سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالی کے مرتان فرمانے اور ثنتان نہ فرمانے میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک ہی دفعہ دو طلاقیں مکروہ ہے کیونکہ مرتان کا لفظ عبارۃً تو تفریق کی دلالت کرتا ہے اور اشارۃً عدد پر اور الطلاق میں حرف'' لام ''، جنس کے لئے ہے اور جنس کے علاوہ کوئی اور کچھ نہیں ہے پس قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اکھٹی دو طلاقیں معتبر نہ ہوں اور جب دو طلاقیں معتبر نہ ہوئیں تو تین طلاقیں اکھٹی دیدینی تو بدرجہ اولیٰ معتبر نہ ہوگی کیونکی تین میں دو کے علاوہ اور زیادتی ہے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ طلاق سے مراد تطلیق ہے اور معنیٰ (آیت کے) یہ ہیں کہ شرعی طلاق دینا یہ ہے کہ اطہار میں متفرق طور پر یکے بعد دیگرے طلاق دے نہ کہ اکھٹی اور اِس وقت مرتین سے تثنیہ مراد نہ ہوگا بلکہ تکریر مقصود ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے ثم ارجع البصر کرتین۔ یعنی کرۃً بعد کرۃٍ۔ اس تاویل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو طلاقیں یا تین طلاقیں ایک لفظ سے ہوں یا مختلف الفاظ سے ایک طہر میں اکھٹی دیدینی حرام۔ بدعت، باعث گناہ ہیں۔ تفسیر مظہری۔

یہ واضح ہے کہ تین طلاق کا مفہوم تین مرتبہ طلاق دینا ہے۔ ایک ساتھ تین لفظِ طلاق کا استعمال نہیں ہے اور اُس کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ اگر زوجیت طلاق چاہتی ہے تو ایک طلاق کے بعد رجوع نہ ہو یا عدت کے بعد دوبارہ عقد نہ کیا جائے تو دوسری طلاق کا موضوع ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق اگر تین ہیں تو دوسری زوجیت کب واپس آئی ہے، اور اگر سب ملا کر ایک ہیں تو تین طلاق کے احکام نافذ کرنا غلط ہے۔ یہ حضرت عمر کی ایجاد ہے۔